تعددِ زوجات کے سلسلہ میں عام مسلمان اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ السلام میں فرق اور اس کی حکمتیں

جناب مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی جب تک وہ زندہ رہیں وہ صرف اکیلی ہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زوجۂ محترمہ سے ان کی زندگی میں نکاح نہیں کیا اور ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا صرف دو یا تین ماہ ہی آپؐ کے نکاح میں زندہ رہیں اور وفات پا گئیں۔ اِن دونوں کا انتقال تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا اور جب خود سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو اس وقت نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھیں اور ان سب میں سب سے آخر میں بقول حافظ ابن حجرؒ (فی الاصابۃ) ام المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بعمر ۸۴ سال وفات پائی۔ [1]

اور وہ عورتیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا مگر رخصتی نہیں ہوئی وہ دس تھیں۔ اور امام قتادہؒ کے بقول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو کنیزیں تھیں حضرت ماریہؓ اُمِّ ابراہیمؓ ابن الرسولؐ اور ریحانہ رضی اللہ عنہا اور بعض نے اور بھی ذکر کی ہیں [2]

یہاں چند امور کی طرف اشارہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں عام مسلمانوں اور نبیِّ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ربِّ کائنات کی طرف سے ہی فرق رکھا گیا ہے۔

---

[1] الفتح الربانی ترتیب و شرح مسند احمد الشیبانی ۲۲/۱۳۲، وکما فی المواہب وشرحہ للزرقانی

[2] - راجع للتفصیل تفسیر قرطبی ۷/۱۴/۱۶۴/۱۶۹، الفتح الربّانی ۲۲/۱۴۷/۱۴۸ وغیرہما من کتب السیرہ

عام مسلمانوں کی نسبت حکم الٰہی یہ ہے کہ اگر صرف ایک بیوی سے شادی کے تمام مقاصد باحسن وجوہ پورے ہو رہے ہوں تو پھر صرف ایک پر اکتفاء کرنا ہی افضل و بہتر ہے۔ ہاں اگر ایک بیوی سے وہ مقاصد پورے نہ ہو پائیں تو بعض اسباب و وجوہ کی بنا پر اور بعض شرائط کے ساتھ ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز ہے اور ایک سے زیادہ کا عدد کوئی غیر محدود نہیں کہ جتنی چاہے کرلے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حد بندی کردی ہے کہ چار عورتوں تک سے شادی کی جاسکتی ہے اس سے زیادہ نہیں جیساکہ سورۂ نساء کی آیت ۳ میں ارشادِ الٰہی ہے:

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذٰلک ادنٰی الا تعولوا ۳

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ (نکاح کرکے) انصاف نہ کرسکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کرسکو تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو یا وہ عورتیں جن کے تم مالک ہو یعنی (لونڈیاں) بے انصافی سے بچنے کے لیے یہی زیادہ قرینِ ثواب ہے۔

اس آیت کی رُو سے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جمہور اہلِ علم اور جمیع فقہاءِ امت کے نزدیک چار سے زیادہ بیویاں جمع کرنا منع ہے۔ نیز ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی شکل میں سب کے ساتھ عدل و انصاف اور برابری کو شرط قرار دیا گیا ہے اور جو شخص عدل کی شرط پوری نہیں کرتا مگر ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دغابازی کرتا ہے۔

اور کتبِ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ بیویاں جمع کرنے کی ممانعت کردی۔ جیسا کہ ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا۔

ایسے ہی ابوداؤد، ابن ماجہ اور مسند شافعی میں دیگر واقعات بھی مذکور ہیں ۔ البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور چار سے زیادہ ازواج مطہرات سے نکاح خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تھی ۔ جیسا کہ سورۂ احزاب کی آیت ۵۰ میں ارشادِ الٰہی ہے "اے نبیؐ ہم نے آپ کے لیے حلال کر دیں آپؐ کی وہ بیویاں جن کے مہر آپؐ نے ادا کیے ہیں ۔ اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ کنیزوں میں سے آپ کی ملکیت میں آئیں اور آپؐ کی چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے آپؐ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہبہ کیا ہو، اگر نبیؐ اسے نکاح میں لینا چاہے ۔ آگے فرمایا :

خالصة لك من دون المؤمنين یہ رعایت صرف آپؐ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں ہے

اور فرمایا :

" ہمیں معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حدود عائد کی ہیں (لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان حدود سے ہم نے اس لیے مستثنیٰ کیا ہے) تاکہ آپؐ پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بڑا غفور و رحیم ہے ۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جن حدود کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ سورہ نساء کی آیت ۳ میں مذکور ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے شادی کی اجازت ۔

اور جب سورۂ احزاب کی آیت ۲۸ اور ۲۹ نازل ہوگئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو اللہ و رسول اور دارِ آخرت پسند کر لینے یا پھر دنیا اور اس کی زینت کو چن لینے کا اختیار دے دیا، اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواجِ مطہرات تھیں ۔ اور جب ان سب نے اللہ و رسولؐ اور دار آخرت کو پسند کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس حسن اختیار کا صلہ عطا کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی رفاقت بخشنے کے لیے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ احزاب ہی کی آیت ۵۲ میں حکم فرما دیا تھا کہ "اس کے بعد آپؐ کے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کی جگہ اور بیویاں لے آؤ خواہ ان کا حسن تمہیں کتنا ہی پسند ہو البتہ کنیزوں کی آپؐ کو اجازت ہے

چند موضوعات میں ہم انہی امور کا جائزہ لیں گے۔ وبیداللہ التوفیق

یا ایک سے زیادہ بیویوں کے جواز عدم جواز کی بحث صرف دو پہلوؤں ہی سے کی جا سکتی ہے۔

اولاً۔ دستور و قانون کی رُو سے۔

ثانیاً۔ مذہبی نقطہ نظر سے۔

دستور و قانون کی رُو سے تو ایک سے زیادہ بیویوں کے مسئلہ پر کوئی مسلمہ اعتراض موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ایک قانون دان ہندوستان کی ریاست پٹیالہ کے سابق سیشن جج اور معروف سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری ؒ لکھتے ہیں کہ

"قانون اس مسئلے کا فیصلہ یورپ کے لیے اور طرح کرتا ہے اور ایشیا کے لیے اور طرح۔ ہندوستان کی تمام ہائی کورٹیں ایک سے زیادہ بیویوں کی شخصیت کو دیوانی و فوجداری قوانین میں صحیح تسلیم کرتی ہیں اور ڈگریاں جاری کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتیں ہمیشہ مقدمات زیر دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند میں ایسی عورت کو جو اپنے شوہر کی دوسری یا تیسری بیوی تھی، (مطلق ہوئے یا بیوہ ہوئے بغیر) کسی دوسری جگہ شادی کر لینے سے مجرم قرار دیتی ہیں، اور اس شخص کو بھی مجرم ٹھہراتی ہیں جو ایسی عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے۔ ہندوستان کی عدالتوں کا یہ متفقہ اور مسلمہ رویہ انگلستان کے قانون بائی گیمی کے بالکل خلاف ہے۔ تو گویا ہندوستانی عدالتوں کا یہ قانونی دستور ایشیا کو یورپ سے متمیز کرتا ہے۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ محض قانونی پہلو سے اس مسئلہ پر کوئی مسلمہ اعتراض موجود نہیں ہے [1]

اور متحدہ ہندوستان کے قانون کی دفعات ۳۶۳ / ۳۶۶ کو بھی جب شادی شدہ عورت کے متعلق ہوں نیز دفعہ ۴۹۸ کو بھی اس نظر میں شامل کر لینا چاہیے تب ایک سے زیادہ بیویوں کا قانون کی رُو سے جائز ہونا بالکل ہی واضح ہو جاتا ہے

اب اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ ہندوستان کی عدالتوں اس بارہ میں خالصتہً ہندوستانی رسم و رواج کی پیروی کی ہے تو ان کی یہ بات درست نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر قانون وضع کرنے والے اس مسئلہ کو قطعاً مخرب اخلاق سمجھتے تو اس کا ضرور کلی

---

[1] رحمۃ للعالمین ۲ / ۱۲۶

انسداد کر دیتے خواہ رسم و رواج اس کی تائید میں پائے ہی جائیں۔ "رسم ستی کے انسداد کے متعلق حکومت نے ایسا ہی کیا۔ اگرچہ بعض لوگ اس کی بنیاد مذہب پر بھی بتلاتے تھے۔ [۱]

الغرض مسلم ممالک میں مروج وضعی قانون سے قطعِ نظر خاص متحدہ ہندوستان کے قانون کی دفعات شاہد ہیں کہ ایک سے زیادہ بیویاں غیر قانونی نہیں بلکہ دیوانی و فوجداری قوانین ان کے وجود کو جائز و صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

یہ تو تھا مسئلہ تعدد زوجات کا قانونی پہلو اور جواز۔ رہا اس بارے میں مذہبی نقطۂ نظر تو یہ آگے آنے والے اوراق میں بیان کیا جاتا ہے ان شاء اللہ!

تعدد زوجات ہندوؤں اور اہل کتاب میں

ایک سے زیادہ بیویوں کے جواز پر قانونی دلائل پیش کیے تھے۔ اور اب آیئے اس مسئلہ پر اسلام کے علاوہ دیگر مختلف مذاہب کی تعلیمات اور ان کے پیشواؤں کے ذاتی عمل کو بھی دیکھیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مذہب کا اصل سرچشمہ ایشیائی ممالک ہیں حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی شام میں پیدا ہوئے اور ایشیائی ہی ہیں۔ اور ایشیا کے تقریباً مشہور مذاہب ایک سے زیادہ بیویوں کے جواز کی تائید کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر قدیم ہندوستان ہی کو لیجیے۔ ہندو مذہب کے پیشواؤں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شری رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ ایک رام چندر جی کی والدہ بٹ رانی کوشلیا، دوسری لچھمن جی کی والدہ رانی سمترہ اور تیسری بھرت جی کی والدہ رانی کیکئی۔

اور سری کرشن جی کی (جو اوتاروں میں سولہ کلاں پیورن تھے) سینکڑوں بیویاں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ البتہ اُن کے سوانح نگار آنجہانی لالہ لاجپت رائے نے اپنی کتاب "کرشن چرتر" میں کرشن جی کی طرف اٹھارہ رانیاں تسلیم کی ہیں اور ہمارے مدعا کے لیے یہ تعداد بھی کافی ہے۔ اور راجہ پانڈو جو مشہور پانڈوں کا جدِ اعلیٰ ہے ان کی دو بیویاں

---

[۱] حاشیہ رحمۃ للعالمین ۲/۱۲۶/۱۲۷ بتصرف

تھیں۔ ایک کنتی اور دوسری مادری۔ اسی طرح راجہ شنتن کی بھی دو بیویاں گنگا اور ستیہ وتی تھیں۔ ایسے ہی پکھرا ایرج کی دو بیویاں ادیکا اور امبالکا کے علاوہ ایک کنیز کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ان تصریحات اور تاریخی حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو کم از کم ان پیشواؤں کے مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام میں متعدد بیویوں کے جواز پر اعتراض کریں۔ شری کرشن جی کی زیادہ نہیں تو کم از کم اٹھارہ رانیاں تو خود ان کے پیرو کار خاص اور سوانح نگار نے تسلیم کی ہیں۔ اگر یہ عجوبہ نہیں تو نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نو بیویوں کا وجود بھی کوئی انوکھی بات نہیں سمجھی جانی چاہیے۔

اور ہندو مذہب ہی کی طرح یہودی اور عیسائی مذہب کی اصل کتابوں میں بھی متعدد بیویوں کے بارے میں اسلام کے موقف کی تائید موجود ہے۔ اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہوئے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کے یہاں بھی متعدد بیویاں ہوتی تھیں مثلاً جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انجیل باب ۲۳ فقرہ ۲ کی رُو سے عیسائی لوگ بھی صاحب عظمت اور خلیل الرحمٰن تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی تین بیویاں تھیں ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ ہیں جن کا ذکر کتاب پیدائش باب ۴ فقرہ ۱۶ میں موجود ہے۔ دوسری بیوی حضرت اسحاق علیہ کی والدہ حضرت سارہ تھیں جن کا ذکر کتاب پیدائش باب ۱۵ فقرہ ۱۸ میں موجود ہے اور حضرت خلیل علیہ السلام کی تیسری بیوی قتورہ خاتون تھیں جو زمران کی والدہ ہیں اور ان کا ذکر کتاب پیدائش باب اول فقرہ ۲۵ میں موجود ہے۔

اور بنی اسرائیل کے جد اعلیٰ حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں جنہیں کتاب تواریخ باب ۱۰ فقرہ ۲۲ اور کتاب خروج باب چار فقرہ گیارہ کی رو سے عیسائی حضرات بھی نہایت برگزیدہ پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ ان حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ ایک یہودہ کی والدہ لیاہ ہیں دوسری زلفہ، تیسری حضرت یوسف علیہ السلام اور

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے رحمۃ للعالمین ۲/ ۱۲۷

بنیامین کی والدہ داخل ہیں اور چوتھی بلہہ تھیں۔ اور ان چاروں کا ذکر بھی کتاب پیدائش بالترتیب باب ۲۲، ۳۴، ۲ اور ۲۹ میں موجود ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں جنہیں کتاب استثناء باب ۱۰ فقرہ ۳۴ کی رُو سے عیسائی بھی ایسا عظیم الشان نبی مانتے ہیں کہ نبی اسرائیل میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا اور اللہ تعالیٰ سے ان کو ہمکلامی کے شرف کا اعتراف کرتے ہیں ان کی بھی چار بیویاں تھیں جن میں سے ایک کا نام کتاب خروج کے باب ۳۱، فقرہ ۲ میں صفورا خاتون ملتا ہے۔ دوسری حلبشیر تھیں اور باقی کا ذکر کتاب قاضیون کے باب ۱۶ میں ملتا ہے اور کتاب استثناء کے باب ۲۱، فقرہ ۱۰ تا ۱۴ کے مطالعہ سے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے لاتعداد بیویوں کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی نو بیویوں کے نام کتاب سموئیل کے باب ۳، ۱۱، ۲۳ اور ۲۷ میں دس حرموں کا تذکرہ باب ۳۰ میں موجود ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بکثرت بیویاں ہونے کا ذکر ہونے کا ذکر کتاب سلاطین باب ۳ فقرہ ۱۱ میں موجود ہے اور چار دس بیس نہیں بلکہ ایک ہزار عورتوں کا ذکر ہے جس میں سات سو بیگمات اور تین سو حرمیں تھیں۔ ؎

؎ راجع للتفصیل رحمۃ للعالمین ۲/ ۱۲۸، ۱۲۹/ ۱۳۰ تعدد زوجات از ڈاکٹر عبدالناصر توفیق العطار ص ۸۱-۸۶ حکمۃ اباحۃ تعدد الزوجات۔ للشیخ عبداللہ بن زید آل محمود ص ۱۲-۱۴ مجموعۃ الرسائل ۲/ ۸۰-۹۷ تعدد الزوجات فی الاسلام ص ۵-۱۶ للشیخ عبداللہ ناصح علوان

ان کتب مذکورہ کے حوالے تو معترضین کی اپنی کتابوں کے ہیں جب کہ قرآن کے بعد مسلمانوں کی معتبر اور صحیح ترین کتاب بخاری شریف ۵۶ الجہاد ۲۳ جلد ۶ ص ۳۴ مع الفتح میں سلیمان علیہ السلام کا ایک سو اور ننانوے بیویوں کو ایک رات میں ملنا مذکور ہے یہی کتاب النکاح باب ۱۱۹ میں ہے اور الانبیاء ۴۰ ص ۸۵ میں ستر کا مذکور ہے اور الایمان ۳ جلد ۱۱ ص ۵۲۴ مع الفتح) میں نوے مذکور ہیں اور کتاب التوحید ۳۱، جلد ۳ ص ۴۴ مع الفتح اور النکاح ۱۱۹ میں مطلق ”عورتیں“ مذکور ہے (اگلے صفحہ پر

ان سب حوالوں سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ اللہ کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں۔ عیسائی حضرات سے پوچھا جائے۔ ان لوگوں نے کثرت زوجات کو بنیاد بنا کر اُن انبیاء کی تقدیس و عظمت پر کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا تو پھر نبیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر کیوں ؟

معاملہ انبیاء علیہم السلام کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے، اگر کسی ہما شما کے بارے میں دو پیمانے استعمال کرنے کا کھیل رچایا جاتا تو پھر کہا جاسکتا تھا ؎

تمہاری زلف میں پہنچی تو زلف کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائی اکابرین سے تعددِ زوجات کی تائید

ہندوستان کے اکثریتی مذہب کے پیشواؤں کے ذاتی فعل اور سابقہ انبیاء کرام کے عمل سے اور اہل مذاہب کی اپنی مقدس و معتبر کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ ان کے یہاں بھی ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے بعض ارشادات سے بھی متعدد بیویوں کے جواز کا پتہ چلتا ہے مثلاً انجیل متی کے باب ۲۵ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر فرمایا ہے کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی۔ گھر میں گئیں اور پانچ جو پیچھے رہ گئیں تھیں۔ ان کے لیے دروازہ نہ کھولا گیا۔ یہ الفاظ بڑے واضح ہیں کہ پانچ عورتوں نے ایک شخص سے شادی کی۔

نیز صحیح مسلم کتاب الایمان ۲۲، ۲۳، ۲۵ (مختصر صحیح مسلم بتحقیق البانی ۲/۲۶ ترمذی
۲ نذور ۷، النسائی ایمان ۴۰، ۴۳، ۴۵ ابن مسند احمد ۲/ حدیث ۲۲۹، ۲۷۵،
۵۰۶ بھی ملاحظہ فرمائیں

ادیان اُمم سابقہ میں تعدد ازواج کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد یوسف عید نے مختصر مگر جامع بحث کی ہے دیکھئے ان کا ایم اے (جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کا مطبوعہ مقالہ قضایا المرأۃ فی سورۃ النساء ص ۵۱ - ۵۴ طبع دار الدعوۃ۔ کویت

اب عیسائی حضرات زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کلام تمثیلی ہے حالانکہ اگر ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ناپسند ہوتا تو وہ اس تمثیلی بیان کو کبھی زبان پر نہ لاتے اور مغرب کے بعض اہل نظر نے بھی اس کلام سے یہی مطلب سمجھا ہے۔ چنانچہ انگلستان کا مشہور شاعر ملٹن اسی تمثیل کی بنیاد پر ایک سے زیادہ عورتوں کے نکاح میں لینے کے جواز کا قائل تھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے اس کلام اور دیگر انبیاء کرام سے متعلق سابقہ کتب کے حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہزاروں سال سے کثیر انبیاء کرام علیہم السلام نے جو منہاج نبوت اپنے محکم و مستقیم عمل سے قائم کیا وہ یہ تھا کہ نبی کے گھر میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی ہیں۔ اور اگر اس کے باوجود بھی کوئی شخص اس نتیجہ سے اتفاق کرنے پر تیار نہیں تو پھر اسے عبرانیوں کے باب ۱۳ کا فقرہ ۱۳ پڑھ لینا چاہیے جو کچھ یوں ہے کہ "بیاہ کرنا سب میں بھلا ہے اور بستر ناپاک نہیں۔ یہ خدا حرام کاروں اور زانیوں کی عدالت کرے گا۔" اس فقرہ میں دو ہی صورتیں مذکور ہیں۔ پہلی بیاہ اور دوسری زنا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں ناپاک بستر ہے تو کیا وہ یہ اقرار کرنے کو تیار و آمادہ ہے کہ وہ سب مقدس لوگ جن کے یہاں متعدد بیویاں ہونے کا ذکر سابقہ آسمانی کتب میں پایا جاتا ہے وہ سب (معاذاللہ) اس فقرہ کے مصداق تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ کوئی بھی عیسائی ایسا نہیں پایا جائے گا لہٰذا جس طرح وہ حضرت ابراہیم و یعقوب، سلیمان و داؤد اور موسیٰ علیہم السلام کے معاملہ میں خاموش ہیں، اسی طرح ہی انہیں پیغمبر آخر الزمان نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے باز رہنا چاہیے [1]

اور حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مذہب کے پیروکاروں میں جہاں کچھ مذہبی جنونی متعصب مزاج اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خواہ مخواہ بغض و عداوت اور معاندانہ رویہ رکھنے والے پائے جاتے ہیں وہاں کچھ احترام باہمی کا قاعدہ جاننے والے اہلِ فکر و نظر، متشددانہ رویہ سے بالا رہنے والے بھی پائے جاتے ہیں۔

---

[1] رحمۃ للعالمین ۲/۱۳۱، ۱۳۰ ملخصاً۔

جنہوں نے نہ صرف یہ کہ نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کبھی گستاخی نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے پاک چال چلن اور مقدس کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔ اہل علم نے نہ صرف اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں تقریباً تمام مذاہب کے غیر مسلم اکابرین، پیشرؤوں، فلاسفروں، ڈاکٹروں، پروفیسروں، ادیبوں، شاعروں، صحافیوں، زعماء حکومت حتیٰ کہ ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعریفی اقوال جمع کئے ہیں۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اغیار کی نظر میں" یا ان الفاظ سے ملتے جلتے نام کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھی جا سکتی ہے اور مجموعی تعریف و توصیف کے علاوہ خاص تعددِ زوجات کے موضوع پر بھی مغربی مفکرین اور مصنفین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کی ہے۔ چنانچہ علی احمد الجرجاوی نے اپنی کتاب حکمۃ التشریع وفلسفہ کے جزء ثانی ص۱۷ پر معروف کرسچین عالم گوسٹاف لیون کا بیان نقل کیا ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ "تعدد زوجات کا نظام حقیقت میں ایک مستقل نظام ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی پہلے مشرقی اقوام و عوام میں موجود تھا۔ یہ نظام عہد قدیم سے فارس میں مشروع، یہود میں مسنون اور عربوں میں مروّج تھا اور ادیان عالم میں سے کسی دین میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس نظام کو منسوخ کرے جسے قرآنی دین (یعنی اسلام) نے برقرار رکھا ہے۔"

اور پھر تعدد کے اسباب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "میں نہیں سمجھتا کہ اہل مشرق کا یہ شرعی نظام تعدد، اہل مغرب کے فحش نظام تعدد سے گرا ہوا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ مغربی نظام نکاح میں محض قانون کی حد تک تو صرف ایک ہی بیوی ہو سکتی ہے جب کہ عادتاً کوئی شاذ و نادر شخص ہی ہوگا جو صرف ایک عورت پر قناعت کرتا ہو" ۳۶۶ ؎۱

ان الفاظ کا مفہوم بڑا واضح ہے کہ نصاریٰ مغرب کے یہاں حلال طریقہ سے متعدد بیویاں کرنا تو ناپسندیدہ فعل ہے مگر حرام طریقہ سے لاتعداد عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات اور آشنائی رکھنا عام ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

؎۱ بحوالہ حکمۃ تعدد زوجات ص۸ شیخ عبداللہ آل محمود قطر یا مجموعۃ الرسائل لہ ۲/۲۷۳ تا ۲۷۸

اور ایسے ہی تعدد زوجات کے موضوع پر تائیدی بیانات انگریز فلاسفر سپنسر اور ٹومس کارلائل کے بھی ہیں۔ جن میں سپنسر کا بیان اس کی کتاب "اصول علم معاشرہ" کے حوالہ سے شیخ عبداللہ نے اپنے رسالہ (ص۱۱ و مجموعہ ۲/ ۲۷۷) میں نقل کیا ہے۔ اور ڈاکٹر عبدالناصر العطار نے اپنی کتاب تعدد الزوجات من النواحی الدینیۃ والاجتماعیہ (جو کہ ۳۳۲ صفحات کی اپنے موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے) کے ص۱۰۸ پر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں کئی عیسائی انجمنوں کا ذکر کیا ہے جو تعدد کو مباح قرار دلوانے میں کوشاں رہی ہیں۔ اور کئی عیسائی قومیں (افریقی وحبشی) تعدد پر عمل پیرا ہیں جن کا ذکر محمود سلام زناتی کی کتاب النظم القانونیہ الافریقیہ (ص ۱۰۱ - ۱۰۷) کے حوالہ سے کیا ہے۔

اور نوسٹر مارک کی کتاب جس کا عربی ترجمہ عبدالمنعم الزیادی نے "قصۃ الزواج" کے نام سے کیا ہے، اس کے ص۳۵۶ سے نقل کیا ہے کہ "۱۵۳۱ء میں مونسٹر میں عیسائی پادریوں نے صراحت کے ساتھ اعلان کیا کہ جو شخص حقیقی مسیحی بننا اور رہنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ متعدد بیویوں سے شادی کرے۔" [1]

اسی طرح ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی کتاب "المرأۃ بین الفقہ والقانون" اور عباس محمود عقاد کی کتاب "المرأۃ فی القرآن الکریم" کے ابواب متعلقہ تعدد اور عبداللہ ناصح کی تعدد الزوجات ص $\frac{15-25}{58-60}$ میں بھی عیسائی مفکرین مصنفین اور پادریوں کی اس تعدد زوجات میں دی جانے والی آراء دیکھی جا سکتی ہیں۔ اور سورہ رعد آیت ۳۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً

تم سے پہلے بھی (اے میرے نبی ﷺ) ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور انکو ہم نے بیویوں والا اور اولاد والا بنایا تھا۔

تین اہم نقاط

مختلف ادیان کی مقدس کتب اور ان پیشواؤں کے ذاتی عمل کے حوالہ سے اور منہاج نبوت کی رو سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ایک سے زیادہ شادیاں

---

[1] قصۃ الزواج ص۱۰۱ — ۱۰۸ تفصیل کے لیے دیکھیں:

صرف اسلام میں ہی روا نہیں بلکہ دیگر ادیان میں بھی رہی ہیں اور متعدد بیویوں کو بیک وقت اپنی زوجیت میں رکھنا صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی بس نہیں بلکہ پہلے انبیاء اور کئی مذاہب کے پیشوا ایسے گزرے ہیں جنہوں نے متعدد عورتوں کو اپنے نکاح میں لیا۔ لہٰذا جب معترضین کے اپنے گھر سے اس فعل کے جواز کی شہادت مل گئی تو ان کا اعتراض اپنی وقعت کھو بیٹھا۔ لہٰذا اصل بات تو نہیں ختم ہو جاتی ہے لیکن اعتراض کرنے والوں کے مزید اطمینان کی خاطر ہم یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ازواج مطہرات سے نکاح کر لینے میں محض ذاتی اغراض اور شخصی طلبات کارفرما نہیں تھیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر بیشمار تعلیمی، تشریعی، معاشرتی، اور سیاسی فوائد تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نکاح میں لاتعداد حکمتیں اور مصلحتیں پائی جاتی تھیں اور ان سب دینی فوائد، سیاسی مصالح اور معاشرتی مقاصد کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے تین اہم نقطے اپنے ذہن میں بٹھا لیں۔

اولاً۔ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ترسیٹھ سالہ حیاتِ مبارکہ میں سب سے پہلے ۲۵ سال کوئی شادی کیے بغیر کمال تجرد سے گزارے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنفوانِ شباب اور جوشِ جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت پرہیزگاری سے گزارا۔ اور پھر پہلی شادی کی اور پچیس سال سے پچاس سال تک کی عمر کا زمانہ صرف ایک اس خاتون کے ساتھ بسر کیا جو پہلے ہی دو شوہروں کی بیوہ، کئی بچوں کی ماں اور عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں اس کے باوجود آپ کی پچیس سالہ ازدواجی زندگی میں اپنی اس زوجہ محترمہ سے محبت و دلبستگی میں ذرا کمی نہ آئی۔ اور ان کے جیتے جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا کوئی نکاح نہ کیا۔ کیا ایسی مقدس شخصیت کے بارے میں اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ اور کیا کوئی منصف مزاج شخص یہ سوچ بھی سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شادی کی وجہ وہی تھی جو عام پرستارانِ حسن کی شادی میں پائی جایا کرتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

دوسرا نقطہ یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ پچاس سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دوسری شادی نہیں بلکہ اس کے بعد عمر کے ۵۵ سے ۵۹ سال تک پنجسالہ زمانہ میں ازواج مطہرات سے حجرات آباد کیے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر بھی (معاذ اللہ) وہ اغراض و مقاصد ہوتے جو شہوت پرست حسن پرست اور عیش کوش لوگوں کے ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عہد شباب میں متعدد نکاح کرتے نہ کہ عمر رسیدہ ہو کر۔

اور تیسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ صرف ایک ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بیوہ اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا مطلقہ تھیں اور ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا پچاس سالہ معمر خاتون تھیں۔ اور ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح قاضی سلیمان منصور پوری رح کی تحقیق کے مطابق تقریباً تیس سال اور علامہ محمد محمود الصواف کے بقول ساٹھ سال تھی۔ [1]

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) ایسے خیالات و جذبات کے مالک ہوتے جیسا کہ مستشرقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ناحق زبان درازی کرتے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری دوشیزاؤں کا انتخاب فرماتے نہ کہ عمر رسیدہ اور بیوہ مطلقہ خواتین کا۔

اگر ان تینوں نقاط کو پیش نظر رکھا جائے تو ناقدین و معاندین کا اعتراض باد ہوا ثابت ہوتا ہے اور معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر شخص نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس و طہارت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ [2]

عیسائی حضرات اور خصوصاً نصاریٰ یورپ جو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرنے کا بڑی شدومد سے پرچار کرتے ہیں۔ ان کی اپنی مقدس کتب کے حوالے سے جو امور ذکر کیے جا چکے ہیں ان کے علاوہ ان کی مذہبی تاریخ میں بعض ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ ان لوگوں کے تعدد زوجات کے خلاف ہونے کے باوجود بعض لوگوں نے

---

[1] رحمۃ للعالمین ۲/۱۸۲، زوجات النبی الطاہرات وحکمۃ تعدد ھن للصواف ص۴۶ طبع دوم دار الاعتصام مصر

[2] رحمۃ للعالمین ۲/۱۳۱ تعدد الزوجات فی الاسلام والحکمۃ من تعدد ازواج النبی ص ۶۲ — ۶۴ عبد اللہ ناصح علوان، شبہات و اباطیل حول تعدد زوجات الرسول، محمد علی الصابونی ص ۹-۱۲ طبع سعودیہ ۱۹۸۰ء

اپنے مذہبی رہنماؤں کی موجودگی میں اور پورے مذہبی آداب کے ساتھ دوسرا نکاح کیا۔
مثلاً مشہورِ عالم شخص نپولین بوناپارٹ نے دوسری شادی کی جو خاص پوپ کی موجودگی میں سر انجام پائی۔ اور اس کی دوسری شادی کو پورے یورپ نے بھی تسلیم کیا۔ اور اس دوسری شادی کے جواز کے لیے اُن کے پاس صرف ایک ہی عذر تھا کہ نپولین کا پہلی بیوی سے کوئی بچہ نہ تھا جب کہ وہ چاہتے تھے کہ بوناپارٹ کی نسل باقی رہے۔ محض اس بنا پر اسے نہ صرف دوسری شادی کی اجازت دی گئی بلکہ وہ خاص پوپ کی موجودگی میں ہوئی۔ اب ذرا اس واقعہ پر غور فرمائیں کہ یہ ضرورت اُن عظیم مقاصد و مصالح کے مقابلے میں، جو انبیاء کرام علیہم السّلام کی تزویج میں ہوتے ہیں کیا درجہ وحیثیت رکھتی ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدّدِ ازواج کی حکمتیں، مصلحتیں اور فوائد

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو متعدد نکاح کیے تھے اُن میں بے شمار علمی و دینی، تبلیغی و تشریعی اور معاشرتی و سیاسی حکمتیں اور مصلحتیں پنہاں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد ازواجِ مطہرات کو اپنے نکاح میں لینا تعداد منافع و فوائد پر مشتمل تھا۔ چنانچہ معروف اسلامی مفکر ڈاکٹر مصطفٰی سباعی نے اپنی کتاب المرأۃ بین الفقہ والقانون میں، پروفیسر عبداللہ ناصح علوان نے اپنی کتاب تعدد الزوجات فی الاسلام والحکمۃ من تعدد ازواج النبی ؐ میں، ڈاکٹر عبدالناصر توفیق العطار نے تعدد الزوجات من النواحی الدینیۃ والاجتماعیۃ والقانونیہ میں، شیخ محمد محمود الصوّاف نے اپنی کتاب زوجات النبی الطاہرات و حکمۃ تعددھن میں، شیخ محمد علی الصابونی نے اپنے رسالہ شبہات واباطیل حول تعدد زوجات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور قاضی محمد سلیمان منصورپوری ؒ نے رحمۃ للعالمین میں اس موضوع پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ ہم آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدّس جوانی کا عہد گزار لینے کے بعد اپنی عمر شریف کے ۵۵ سے ۵۹ سال کے درمیانی پانچ سالہ عرصہ میں یا پھر اس عرصہ کی مکمل احتیاط سے

حد بندی کی جائے تو ۲ھ سے ۸ھ تک کے سالوں میں متعدد ازدواج مطہرات سے نکاح کیے اور یہ عرصہ وہ دور ہے جس میں مسلمانوں اور مشرکین و کفار کے مابین یکے بعد دیگرے کتنی ہی جنگیں لڑی گئی تھیں اور اس عرصہ میں کیے گیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نکاح میں بڑی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں۔ مثلاً

ام المومنین حضرت عائشہ و حفصہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن کے نکاح نے تعلیمات قرآن سنت کی حفاظت، نشر و اشاعت تعلیم نسواں اور تہذیب النساء کے میدانوں میں بہت کام کیا۔ آپ کی ازواج مطہرات تین ہزار سے زیادہ احادیث کی راوی ہیں اور صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دو ہزار دو سو دس احادیث کی راوی ہیں۔ ان کے علاوہ شرعی فتوے، علمی مشکلات کے حل، عربی روایات، تاریخی واقعات کا بیان اس پر مستزاد ہے اور خواتین کے متعلقہ مسائل کی وضاحت کا فریضہ امہات المومنین خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوب ادا کیا۔

صحیح بخاری و مسلم میں غسل حیض و جنابت کے بارے میں بعض صحابیات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسمۂ حیا ہونے کی بنا پر ایسے سوالات کا اشارے کنائے میں جواب دینا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سائل خاتون کو الگ لے جا کر تفصیل سمجھانا اس بات کا شاہد عادل ہے چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی عورت آئی اور اس نے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسک (کستوری) لگا لو۔ روئی کا ٹکڑا لے کر اس کے ساتھ طہارت حاصل کرو۔ اس نے کہا کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے طہارت حاصل کرو۔ اس نے کہا کیسے؟ فرمایا۔ سبحان اللہ طہارت کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو الگ کھینچ لیا اور اسے بتایا کہ جہاں خون حیض لگتا رہا ہے وہاں وہ کستوری والی روئی لگا لیں تاکہ بدبو کا اثر زائل ہو جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون نکلنے اور لگنے کی جگہ کی صراحت کرنے میں حیاء محسوس کی تو اس عورت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت سے بتایا کہ آپ ﷺ کی مراد کیا ہے۔ کیونکہ عورت کو عورت کے ساتھ ایسی صراحت کرنے میں کوئی جھجک

مانع نہیں ہوتی۔[1]

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح نے رسم تبنیت کے قدیم بت کو توڑا اور نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث پر کاری ضرب لگائی اور اسے باطل ثابت کیا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جو بنی مصطلق سے تھیں ان کے والد اس طاقتور قبیلہ کے سردار تھے اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح تک کفر واسلام کی ہر جنگ میں یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں میں شامل ہوتا مگر یہ نکاح ایسا بابرکت ثابت ہوا کہ اس کے بعد نہ صرف اس قبیلہ نے مسلمانوں کے خلاف لڑنا بند کر دیا بلکہ اپنے پیشہ غذاقی اور رہزنی کو بھی چھوڑ دیا اور متمدن زندگی اختیار کر لی۔

اس نکاح کی وجہ سے ایک سو گھروں کے سات سو افراد کو قید سے رہائی ملی اور مسلمانوں کا یہ حسن سلوک دیکھ کر وہ سب مسلمان بھی ہو گئے۔ اسی نکاح کی برکت کا نتیجہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ میں نے جویریہ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے باعث برکت کوئی عورت نہیں دیکھی۔ کیا یہ کوئی معمولی فائدہ ہے؟

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ اور قوم کا نشان جنگ انہی کے گھر میں رکھا رہتا تھا۔ جب وہ نشانی یا جھنڈا باہر کیا جاتا تو پوری قوم فوراً اس کے گرد جمع ہو جاتی اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اشارہ ابرو کی منتظر رہتی۔ غزوہ احد، حمراء الاسد، بدر الاخریٰ اور غزوہ احزاب میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہی اس نشان کو لیے ہوئے قائد قریش نظر آتا ہے۔ لیکن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کر لینے کے بعد ابوسفیان کسی بھی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس نکاح کے نتیجہ میں کچھ تھوڑے عرصہ بعد اگلے ہی سال خود ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) بھی اسلام کے جھنڈے تلے پناہ لیتا اور مسلمان ہو جاتا ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

---

[1] شبہات و اباطیل للصابونی ص ۱۵ تعدد الزوجات عبداللہ ناصح ص ۶۵ وانظر ایضاً کتاب مع المفسرین والمستشرقین فی زواج النبی ﷺ بزینب بنت جحش از ڈاکٹر زاہر عواض الالمعی طبع حلبی قاہرہ

اور اسلام لانے سے قبل بھی جب اُسے اس نکاح کی خبر ملی تو اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑی عمدہ شہادت دی اور فرمایا :-

ھو ذلک الفحل لا یجدع (لا یقدع) کہ آپؐ ایک ایسا نر ہیں کہ جن کا ہم پلّہ کوئی نہیں
أنفه۔ [1] ہو سکتا۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے قبل کفار نے مسلمانوں کے خلاف جتنی محاذ آرائیاں کیں ان میں سے ہر ایک میں یہود کا پوشیدہ یا ظاہری تعلق ضرور ہوتا تھا مگر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔

اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نے ملکِ نجد میں امن و آشتی صلح و سلامتی اور اسلام کی نشر و اشاعت میں بہترین نتائج پیدا کیے۔ حالانکہ قبل ازیں اہلِ نجد ہی وہ لوگ تھے جنھوں نے ستر واعظین و قاری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو دھوکے سے اپنے ملک لے جا کر قتل کیا۔ اور کئی بار ان کی طرف سے نقضِ امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آ چکے تھے۔ امنِ عامہ اور اصلاحِ معاشرہ کے فوائد کو جاننے والا ہر شخص اس نکاح کو مفید باعثِ برکت قرار دینے پر مجبور ہے۔

اسی طرح ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جن کی عمر نکاح نبوی میں آنے کے وقت مختلف روایات کے مطابق پچاس اور ساٹھ سال کے مابین تھی اور انھوں نے اسلام کی خاطر پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر جب وہ بیوہ ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا کیونکہ ان کے اہلِ خاندان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں ان قربانیوں کے بعد ان کے غیر مسلم رشتہ داروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اور انھیں اُمّ المؤمنین کی سعادت بخشنے میں اُن کے ایثار و قربانی کا صلہ دینا بھی مقصود تھا۔

---

[1] الفتح الربانی ۲۲/۱۴۳، تعدد زوجات، عبداللہ ناصح ص ۶۹

اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔" [1]

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک اگرچہ یہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر دہی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن موجود رہیں۔

تعددِ زوجات اور قانون

شادی کے اغراض و مقاصد تو معروف ہیں اور اس سلسلہ میں ہر شخص اگر مکمل گہرائی میں جاکر ان مقاصد کو نہیں سمجھ سکتا تو کم از کم جو اور بالکل ظاہر و باہر اور واضح و روشن ہیں انہیں تو ہر شخص جانتا ہی ہے اور ان اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے بعض اسباب و وجوہ کی بنا پر اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے اور اس تعدد زوجات میں کیا مصلحتیں اور کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں یہ ایک مستقل موضوع ہے ہم پھر کبھی نکاح و طلاق کے مسائل میں ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ!

لیکن سر دست دیکھنا یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چار بیویوں کی اجازت دی گئی ہے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تحدید سے اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعتاً چار سے زیادہ ازواج مطہرات سے نکاح کیا۔ تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس میں کیا حکمتیں اور مصلحتیں تھیں؟ اور کیا اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پیغمبر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا؟ اور کیا اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی اس کی کوئی مثال موجود ہے؟ اور ایک سے زیادہ بیویوں کے مسئلہ پر بعض معترض اقوام اور خصوصاً عیسائی لوگ جو اعتراض کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر زبانِ طعن دراز کی جاتی ہے اور بعض ایسے فقرے چست کیے جاتے ہیں جنہیں "نقلِ کفر کفر نباشد" کا قاعدہ موجود ہونے کے باوجود کوئی مسلمان اپنی زبان سے ادا کرنا گوارا نہیں کرتا اور اگر کبھی ان غیر مرغوب و ناخوشگوار جملوں کو اصل مسئلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لیے زبان سے کہنا ہی پڑے تو ان کے اول و آخر میں نعوذ باللہ کہنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ایسے فقروں کی اخلاقی حیثیت کیا ہے؟ آئندہ

---

[1] راجع للتفصیل تفسیر قرطبی (۷/۱۴/۲۰۶/ ۲۱۹ وما بعدہ وغیرہ من کتب التفسیر۔

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسن سلوک، جمیل وفا اور دعوتِ اسلامی کے محاسن کو دیکھتے ہوئے اُن کے کثیر اہلِ قوم مسلمان ہو گئے۔

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر شریف کے آخری پہر میں جو متعدد نکاح کیے ان میں ایسی ہی بے شمار و لا تعداد حکمتیں، مصلحتیں دینی و دنیاوی فوائد اور معاشرتی و سیاسی منافع موجود تھے۔

اور ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حصولِ فتویٰ، حلِ مسائل اور استفسارات دینیہ کے میدان میں مرجع خلائق رہیں اور خصوصاً عورت جو معاشرے کا نصف ہے اس کے متعلقہ مسائل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواجی تعلقات کی مسنون کیفیت وغیرہ امور میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

اللھم صل وسلم و بارک علی عبدک و رسولک محمد و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہم و ذریاتہ اجمعین و من تبعہم باحسان الی یوم الدین

بڑی کامیاب تھی۔ (حضرت معاویہ از حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی)

الغرض حضرت امیر معاویہؓ اخلاقی محاسن سے آراستہ اور علم و عمل سے پیراستہ ایک کامیاب فرماں روا تھے۔ اگر ان کے دورِ حکومت کا تقابل حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کے زمانے سے کیا جائے تو ان کی حیثیت کم تر نظر آئے گی لیکن جب ان کے عہدِ حکومت کا تقابل اُن کے بعد کے حکمرانوں سے کیا جائے تو ان کی امتیازی شان نمایاں نظر آتی ہے۔

اٹھہتر سال کی عمر میں علم و دانش، تدبر و سیاست، حلم و بردباری اور اخلاقی خوبیوں کا یہ آفتاب ماہ رجب ۶۰ھ میں ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ وفات سے قبل آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے پاس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ایک کپڑا ہے اور آپؐ کے چند تراشیدہ ناخن اور بال ہیں۔ کپڑے کو میرے کفن کے ساتھ استعمال کرنا۔ اور ناخن اور بال میری آنکھ منہ اور سجدے کی جگہوں پر رکھ دینا اور پھر ارحم الرحمین کے سپرد کر دینا۔"